حضرت شیخ الحدیثؒ کی زندگی کے چند پیغامات

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا رحمہ اللہ پر گزشتہ دنوں دارالعلوم زکریا اسلام آباد میں سیمینار ہوا، ناظم اعلیٰ وفاق نے اس میں جو خطاب کیا وہ نذر قارئین ہے۔

خطبہ مسنونہ اور تمہیدی کلمات کے بعد......

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نوراللہ مرقدہ کی مبارک زندگی کے جس پہلو کو آپ لیں گے وہ آپ کو نایاب نظر آئے گا۔ حضرت شیخؒ کی زندگی سے جو پیغامات ملتے ہیں میں ان ہی پیغامات کی طرف اپنے آپ کو اور آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں، اس لئے ہم لوگ شخصیت پرستی کے قائل نہیں، ہم نظریہ اور مشن کے قائل ہیں اور یہ وہی پیغام ربانی ہے جو پروردگار عالم نے وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افإين مات او قتل انقلبتم على اعقابكم و من ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا میں دیا تھا، یہ وہی پیغام ہے جو جان نشین پیغمبر ﷺ امام الصحابہ، مصدق پیغمبر ﷺ، مزاج شناس رسول، سیدنا صدیق اکبرؓ نے من كان يعبد محمداً فان محمداً قد مات، کہہ کر اپنے سنہری اور تاریخی الفاظ میں دیا تھا کہ میرا محبوب دنیا سے گیا ہے لیکن ان کا دیا ہوا مشن باقی ہے، ان کا دیا ہوا دین باقی ہے اور ان کا دیا ہو نظریہ باقی ہے، ان کا دیا ہو پیغام زندگی باقی ہے، ان کی دی ہوئی شریعت باقی ہے اور ان کا لایا ہوا قرآن باقی ہے اسی بناپر شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ اس دنیا سے گئے ہیں مگر ان کی زندگی کے بہترین نقوش باقی ہیں، ان کا مشن باقی ہے، ان کا پیغام باقی ہے، ان کا نظریہ باقی ہے، ان کی فکر باقی ہے اور یہ فرق ہوتا ہے اہل حق اور باطل میں کہ جب اہل باطل مرتے ہیں تو ساتھ ہی ان کا نظریہ بھی مرجاتا ہے، ان کا نظریہ بھی دفن ہوجاتا ہے اور اہل حق دنیا سے چلے جائیں، صدیاں گزرجائیں ان کا مشن اور ان کا نظریہ اسی طرح چمک رہا ہوتا ہے۔

میرے دوستو! حضرت شیخ الحدیث کی زندگی کا پہلا پیغام میرے ناقص مطالعہ کی حد تک یہ ہے کہ اپنا بچپن کسی بزرگ

کے سائے میں گزارو، اپنی بنیاد کسی اللہ والے کے قدموں میں رکھو، حضرت شیخ الحدیثؒ آٹھ سال کے تھے کہ ان کو قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی گود ملی، حضرت گنگوہیؒ کی گود میں کھیلے ہیں حضرت شیخ الحدیثؒ، جس کو آٹھ سال کی عمر میں قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی جیسی ہستی نصیب ہوگئی ہو، جس کی تربیت شیخ وقت نے کی ہو وہ کیسے شیخ الحدیث زکریا نہ بنے؟ پہلا پیغام یہ ہے کہ اپنا باپ چاہے وہ نسبی ہو یا روحانی، باپ بہتر ہونا چاہیے، بچپن کا مربی بہتر ہونا چاہیے اس سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے پاکستان بھر سے اس اجتماع میں آئے ہوئے ساتھیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی شیخ الحدیث حضرت زکریاؒ کی تربیت کے اس انداز کو اپنائیں، آج یہ فیصلہ کریں کہ اپنے بچوں کو تربیت کے لئے لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کے حوالے نہیں کریں گے۔ آپ بے عمل استاد کے حوالے نہیں کریں گے بلکہ آپ باعمل استادوں کے حوالے کریں گے، اپنے بچوں کو قرآن وحدیث کے علم والے ماحول کے حوالے کریں گے، آپ اپنے بچوں کو انگلش میڈیم کے نام پر ان اسکولوں کے حوالے نہیں کریں گے جو تمہارے بچوں کے ایمان و دین کو خطرے میں ڈالیں، اگر آپ کو شیخ الحدیثؒ سے محبت ہے تو وعدہ کرو کہ تم اپنے بچوں کو علماء، اولیاء، صلحاء، مدارس کے حوالے کرو گے، ان کو تم ایسے لوگوں کے حوالے نہیں کرو گے جہاں ان کی دنیا بھی خطرے میں ہو اور دین بھی خطرے میں ہو۔

حضرت مولانا زکریاؒ کو ان کے والد نے علماء کے حوالے کیا، اولیا کے سپرد کیا، صلحاء کے سپرد کیا اور آج مغربی دنیا میرے اور آپ کے مذہب اور تہذیب کو بدلنا چاہتی ہے اس نے ہمارے بچوں کو انگلش میڈیم کے نام پر دین سے دور کر دیا ہے اگر ہمیں اپنی اولاد اور نسل ٹھیک چاہیے تو ہمیں ان اکابر کے ماضی کو دیکھ کر اپنی اولاد کو بھی ادھر لانا ہوگا۔ ضمناً بات آگئی، عرض کر دیتا ہوں اسلام کی نظر میں تین مدرسے ہیں، میں مدرسوں کا خادم ہوں یہ میرے قائد اور میرے شیخ ہیں، میں نے چند دن پہلے ایک مدرسے میں کہا تھا کہ تقسیم کار ہے، کسی نے اپنی محنت کا میدان بنایا ختم نبوت کے تحفظ کو، کسی نے اپنی محنت کا میدان بنایا اصحاب رسول ﷺ کے دفاع کو، کسی نے اپنی محنت کا میدان بنایا کفر کی للکار اور یلغار کو روکنے کے لئے جہاد میں آنے کو، کسی نے اپنی محنت کا میدان بنایا دعوت وتبلیغ کو، کسی نے اپنی محنت کا میدان بنایا تعلیم وتدریس کو، کسی نے اپنی محنت کا میدان بنایا تالیف وتصنیف کو، کسی نے اپنی محنت کا میدان بنایا خانقاہی نظام، ذکر اللہ ونصائح کو، کسی نے اپنی محنت کا میدان بنایا طاغوتی طاقتوں کے مقابلے میں اسلامی سیاست کے لانے کو، اسلامی نظام حکومت کے بیان کو، یہ سب دین کے شعبے ہیں اور آپ کا بھائی محمد حنیف جالندھری اور آپ کا قائد مولانا سلیم اللہ خان اپنی زندگی کا مقصد بنا چکے ہیں اسلام کے قلعے دینی مدارس کے تحفظ اور اشاعت کو...... ہم نے اپنے لئے اس میدان کا انتخاب کیا ہے کہ ہم دین کے ان سرچشموں کے تحفظ میں اپنا حصہ ڈالیں اور تحدیث بالنعمت کے طور کہتا ہوں کہ الحمد للہ، اللہ نے ہمیں اس میں سرخرو اور کامیاب کیا ہے۔

میری نظر میں تین مدرسے ہیں، پہلا مدرسہ اسلام کی نظر میں ماں کی گود ہے۔ ماں حافظہ ہو تو بچے کو دودھ پلاتے

ہوئے قرآن پاک حفظ کروا دیتی ہے، پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے، آپ کو شاید یاد ہو یا نہ ہو مغرب اس کو سمجھتا ہے، مغرب نے ہمارے بچوں کو پہلے مدرسے سے محروم کرنے کے لئے عورت کو گھر سے نکال کر بازار کی زینت بنا دیا چونکہ پہلا مدرسہ ماں کی گود تھا، آپ جس بزرگ شخصیت کا نام لے لیں اس کی تربیت میں اس کی ماں کا کردار نظر آئے گا، آج پاکستان کی قومی اسمبلی میں عورتوں پر گھریلو تشدد کے نام پر بل پیش کیا جارہا ہے یہ مغربی ایجنڈے کی تکمیل ہے، یہ ہمارے خاندانی نظام کو تباہ کرنے کے لئے ہے، یہ ہمارے عائلی نظام کو برباد کرنے کے لئے ہے اور مسلمانوں کو اپنے پہلے مدرسے ماں کی گود سے محروم کرنے کی سازش ہے۔ اولادیں بنتی ہیں ماں کی گود سے اگر عورت کو آزاد کر دیا جائے اور آوارہ کر دیا گیا۔ یہ تو آرہا ہے کہ عورتوں پر تشدد ہوتا ہے اس کو روکا جائے، اصل میں اس کے ضمن میں یہ ہے کہ مغرب کا کلچر، رات کے ایک بجے لڑکی کہیں سے آرہی ہے تو کوئی باپ پوچھ نہ سکے تو کہاں سے آرہی ہے؟...... آپ اس بل کو مانو گے؟ یہ اسلام کے خلاف سازش ہے، یہ خاندانی نظام کو خراب کرنے کا بل ہے، یہ آوارہ گردی کا بل ہے یہ مسلمانوں کو ان کے پہلے مدرسے ماں سے محروم کرنے کی سازش ہے، آج مغرب اور دنیا میں آپ کو جو مسائل نظر آرہے ہیں، اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ ان کی نسل کو ان کی ماں نہیں ملی، پہلا مدرسہ ماں کی گود ہوتا ہے۔

دوسرا مدرسہ یہ استاد ہے، یہ اکابر ہیں، جب بچہ بڑا ہوتا ہے اس کو پڑھانا ہے، اس کے خلاف سازش ہوئی، اس کو بدنام کردو اور تیسرا مدرسہ اللہ والے اور پیر ہیں یہ خانقاہیں ہیں، یہ تین مدرسے ہیں، پہلا مدرسہ ماں ہے دوسرا مدرسہ یہ مدارس اور جامعات ہیں اور تیسرا مدرسہ خانقاہیں اور شیخ ہیں اور تینوں کے خلاف سازشیں ہیں، ماں کے خلاف کیا سازش ہوتی ہے کہ عورت کو آزادی کے نام پر آوارہ کردو، گھر سے نکال دو، اس کو اولاد سے اور اولاد کو اس سے بے گانہ کردو، مدرسہ کے خلاف کیا سازش ہوئی؟ یہ دہشت گردی کا مرکز ہیں، یہ انتہا پسندی کا مرکز ہیں اور خانقاہوں کے خلاف کیا سازش ہوئی کہ صوفی ازم لاؤ اور صوفی ازم کون لائے گا امریکہ اور یورپ لا رہا ہے صوفی ازم، بین الاقوامی کانفرنسیں ہو رہی ہیں، تصوف کے اوپر...... سبحان اللہ! امریکہ اور زرداری مل کر صوفی ازم لا رہے ہیں یہ سراسر سازش ہے خانقاہی نظام کے ساتھ۔ اس لئے حضرت شیخ کی زندگی سے پہلا سبق جو ہمیں ملتا ہے وہ یہ کہ اپنا بچپن اللہ والوں کے پاس، اہل دل اور اہل علم کے پاس گزاریں، انہوں نے اپنا بچپن حضرت گنگوہیؒ کے پاس گزارا پھر آپ نے دیکھا اس مسیحا نے ان کو کیا سے کیا بنا دیا، یہ پہلا سبق ہے اپنی اولاد کی تربیت کی فکر کرو!

دوسرا سبق یہ ہے کہ علم کا راستہ اختیار کرو علم کو حاصل کرو، شیخ الحدیث مولانا زکریا علم کے شہسوار بھی نظر آتے ہیں آپ کے علم حدیث میں دیکھیں لامع الدراری، کوکب الدری، اوجز المسالک، بخاری شریف کے ابواب وتراجم پر چھ جلدوں میں الابواب والتراجم، بذل المجہود پر کام آپ کو نظر آئے گا۔ شیخ الحدیثؒ علم کے میدان میں آپ کو شہسوار نظر آئیں گے،

ہمارا رشتہ علم سے کم ہوتا جارہا ہے، کمزور ہوتا جارہا ہے اس اجتماع کا پیغام ہے کہ ہم علم کے ساتھ رشتہ مضبوط کریں اور علم کے ساتھ اپنا تعلق قائم کریں۔

شیخ الحدیثؒ کی زندگی کا تیسرا پیغام وہ عوام سے تعلق ہے، ناراض نہ ہونا کہ آج عوام سے ہمارا تعلق کمزور ہوگیا ہے، ہم صرف ان لوگوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جو ہمارے جمعہ میں آجاتے ہیں، جو عیدین میں آجاتے ہیں، جو ہمارے پاس اپنے بچوں کو پڑھانے کے لئے بھیج دیتے ہیں ان کے والدین کے ساتھ ہمارا تعلق ہوتا ہے اس کے علاوہ ہمارا عوام سے تعلق کمزور ہوگیا ہے حضرت شیخ الحدیثؒ نے عوام کی اصلاح کے لئے اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے حضرت نے اپنی اخیر عمر میں خاص طور پر یہ معمول شروع کیا کہ پورے رمضان کا اعتکاف، کبھی کہیں اور کبھی کہیں اور جہاں کہیں حضرت رمضان کا اعتکاف کرتے تھے وہاں پر خانقاہ بھی بن جاتی، مدرسہ بھی بن جاتا اور دین کا مستقل مرکز قائم ہوجاتا تھا اور اس اعتکاف میں عوام آتے تھے، حضرت نے عوام تک فیض پہنچانے کے لئے رمضان کا اعتکاف کا سلسلہ شروع کیا اور فضائل اعمال کو مرتب کیا، حکایات صحابہ لکھی اور شیخ الحدیثؒ نے اس کے لئے سفر کیے آپ جہاں جہاں گئے وہاں اسلام کے مضبوط مرکز ہیں، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم عوام سے اپنا تعلق اور رشتہ مضبوط کریں، اس کے علاوہ حضرت نے ذکر کو عام کیا۔ مجھے یاد ہے ہم اس وقت طالب علم تھے حضرت شیخ الحدیثؒ مدرسوں میں تشریف لے جاتے اور ہر جگہ فرماتے کہ ذکر کی مجلس قائم کرو ذکر کو عام کرو، دوران تلاوت میرے ذہن میں آیا کہ اللہ کریم نے فرمایا: فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون، یہاں ذکر علم کے معنی میں ہے، قرآن میں ذکر کئی معنی میں آیا ہے؟ قرآن میں ذکر نماز کے معنی میں بھی، قرآن کے معنی میں بھی، انا نحن نزلنا الذکر یہاں ذکر سے مراد قرآن ہے، علم کے معنی میں بھی آیا ہے، مگر غور کرواے اہل علم! خدا نے یہ نہیں کہا: فاسئلوا اھل العلم حالانکہ ان کنتم لا تعلمون بھی تقاضا کررہا تھا کہ اس سے پہلے علم صراحۃً آتا مگر فاسئلو اھل الذکر میں ذکر سے مراد علم ہے معنی فاسئلوا اھل العلم ہے ان کنتم لا تعلمون قرینہ ہے۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اہل علم کو اہل ذکر ہونا چاہیے اور اتنا ہونا چاہیے کہ اس کا نام جیسے اہل علم ہے اہل ذکر بھی ان کا نام پڑ جائے، وہ صاحب علم ہی صاحب ذکر بھی ہو، ذکر ان کی پہچان بن جائے، ان کا لقب بن جائے، ان کا کام بن جائے، حضرت نے ذکر کی مجلسوں کو عام کیا۔

میرے دوستو! آج ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس نام کے ذکر کی مجلسوں کو عام کریں، حضرتؒ نے خانقاہی نظام کو وسعت دی، عوام کی اصلاح کی ہے آج ہم نے میرے سمیت کتنے اساتذہ ہیں، کتنے طلبہ ہیں جن کا کسی اللہ والے سے تعلق ہو۔ دارالعلوم دیوبند پر ایسا وقت بھی گزرا ہے کہ اس کے مہتمم سے لے کر اس کے باورچی اور چوکیدار تک سارے صاحب نسبت ہوتے تھے، آج ہم میں کتنے صاحب نسبت ہیں؟ اس لئے کسی اللہ والے سے تعلق قائم کریں۔

ایک اور اہم بات اختلاف کے باوجود احترام، آج ہمارے درمیان احترام ختم ہوگیا ہے، ہم فوراً اپنے بزرگوں کے

شرعی اور جائز اختلاف پر بھی گمراہی اور کفر کے فتوے لگا دیتے ہیں۔

میرے دوستو! اپنے اکابر و اپنے معاصر کا احترام کرنا سیکھو، شیخ الحدیثؒ نے دار العلوم دیوبند کو اور مظاہر العلوم سہارنپور کو قریب کرنے میں کردار ادا کیا، حضرت مدنیؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت رائے پوریؒ، ان تینوں اکابر کو قریب لانے میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے کردار ادا کیا اور اگر میں یہ کہوں تو غلط نہیں ہوگا کہ حضرت شیخ الحدیثؒ مولانا زکریاؒ جامع السلاسل تھے اور تمام نسبتوں کے امین تھے، یہ الفاظ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ وہ تمام نسبتوں کے امین، جامع السلاسل تھے۔ آج ہم دور کرنے میں کردار ادا کرتے، قریب لانے میں کردار ادا نہیں کرتے، افسوس کی بات ہے ہمارے اکابر تعظیم کا راستہ اختیار کرتے تھے ہم تردید کا راستہ اختیار کرتے ہیں، جہاں پہ تعظیم ہوسکتی ہے وہاں ہم تردید کا اور تغلیط کا راستہ اختیار کرتے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم تعظیم کا راستہ اختیار کریں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ دیوانگی کی حد تک تعلق تھا، اگر کوئی کہتا حضرت فلاں مشکل ہے کوئی وظیفہ بتادیں، آپ فرماتے تھے تین مرتبہ درود شریف پڑھ لو، ان شاء اللہ تمہارا کام ہو جائے گا، ہر ایک کو فرماتے، تین مرتبہ درود شریف پڑھ کے دعا کرو، تمہارا کام ہو جائے گا، یہی وجہ تھی کہ مدینہ طیبہ میں رہے، وہیں پر انتقال ہوا، جنت البقیع میں دفن ہوئے اور جنت البقیع میں جگہ جو ملی وہ اہل بیت کے قدموں میں ملی، ہمارے اکابر سچے عاشق رسولؐ تھے۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ بھی وہیں ہیں اور حضرت شیخ الحدیثؒ بھی، مختصراً یہ حضرت شیخ الحدیثؒ کی زندگی کے چند پیغامات ہیں، ان پیغامات میں ایک بڑا پیغام یہ ہے کہ عوام کو اپنے قریب کرو اور عوام کے قریب ہو جاؤ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج مغربی دنیا کی بھرپور کوشش یہ ہے کہ مسلمان کا رشتہ اسلام سے ختم ہو جائے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جہاں سے اسلام ملتا ہے، وہاں سے مسلمان کو دور کردو، اسلام ملتا ہے خانقاہ سے، اسلام ملتا ہے مدرسہ سے، اسلام ملتا ہے بزرگوں سے، اسلام ملتا ہے اولیاء سے، اسلام آتا ہے تعلیم تبلیغ، تزکیہ سے، انہوں نے اس کے لئے یہ کیا کہ مدرسہ کو بدنام کردو، مولوی کو بدنام کردو، پیر کو بدنام کردو اور بدقسمتی سے ہماری صفوں سے ہی کچھ ایسے لوگ مل گئے جنہوں نے خانقاہ کو بدنام کردیا، کچھ ایسے لوگ مل گئے جنہوں نے اپنے پیٹ کے لئے مدرسہ کو استعمال کیا، مدرسہ کو بدنام کیا، ہمیں چاہیے کہ تعلیم کا میدان ہو، تزکیہ کا میدان ہو، تبلیغ کا میدان ہو یا تحقیق و تصنیف کا میدان ہو اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلیں۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کی زندگی کا ایک اہم پیغام یہ تھا کہ وہ مسلک پر بڑے پختہ تھے، مسلک پہ بڑے حساس تھے، مسلک کے بارے میں کوئی مداہنت نہیں کرتے تھے، ہمیں اپنے عقائد و نظریات اور مسلک پر عمل کرنے میں اکابر کو اپنا معیار بنانا چاہئے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں حضرت شیخ الحدیثؒ کی زندگی سے ملنے والے ان پیغامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائیں.................................☆